© rasailojaraid.com

جیسے شراب وغیرہ) محصول لگانا۔ یا مکانون یا اور استعمالی چیزون (مگہی گہوڑے) یا اشخاص پر ٹکس لگانا یا زرعی زمین پر خراج مقرر کرنا شرع انکو باطل نہین کرتی اور ان کامون مین اگر اہل اسلام حکام کی ملازمت اختیار کرین یا بلا معاوضہ ان کامون کی کمیٹیون کے ممبر ہوجاوین تو انکو اسمین گناہ نہین ہے۔

یہہ بات ہم نے اِسلئے جتادی ہے کہ آجکل لوکل سلف گورمنٹ یعنی مقامی خودحکومتی وخودمختاری کی کمیٹیون کی تجویز ہورہی ہے اور ان کمیٹیون مین شامل ہونے سے ہمارے بعضے ناواقف بہائیون کو معصیت کا خوف ہے۔

وہ صاحب اِس فتوی کو غور سے پڑہین اگر اوسمین وہ اپنے خیال کی غلطی سے اطلاع پاوین تو اُن توہمات وتشکیکات سے باز آوین۔ اور مسلمانون کو ان کمیٹیون کا ممبر بننے سے نہ روکین انکی اِس حالت ذلت پر ترحم فرماوین۔ اور اگر اسمین کچہہ عذر رکہتے ہین تو اس سے ہمکو خاص طور پر اطلاع دین۔

اور نوکریون کے باب مین ہم ایک جداگانہ فتوی تحریر مین لاتے ہین۔

سوال

مسلمانون کو کفار کی نوکری جائز ہے یا ناجایز اور مسلمان اور کافر کی نوکری مین کچہہ فرق ہے ؟

جواب

جو کام مسلمانون کو بجائے خود کرنا جایز ہے اوسمین اوسکو نوکری (مسلمان کی ہو یا اَور مذاہب والون کی) بہی درست ہے اور جو کام بجائے خود کرنا ناروا ہے اسمین کسیکی (مسلمان ہو یا غیر) نوکری بہی جایز نہین۔ اِسمین کفر واسلام کو کچہہ دخل نہین اور مسلمان اور غیر مسلمان مین کچہہ فرق نہین۔ جواز وعدم جواز کا مدار ومناط اصل کام کا جایز یا ناجایز ہونا ہے۔

1 کافر ایسا وسیع لفظ ہے کہ ہر فرقہ اپنے مخالف کو کافر کہہ سکتا ہے بلکہ معنی لغوی کے لحاظ سے تو ہر فرقہ اپنے آپ کو دوسرے کے مذہب سے کافر یعنی منکر کہتا ہے اسی محاورہ سے انبیا نے دین مشرکین سے انکار کیا ہے انکو کفر کہا ہے۔ دیکہو اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۴ صفحہ ۱۹ پس اس لفظ کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہر جس کام کو ناجایز قرار دین اسکا بالیقین ناجایز ہونا ضروری ہے عدم جواز کا محتمل ہونا کافی نہین لہذا جو کام جواز و عدم جواز دونون کا احتمال رکہتا ہے اور مسلمان کو اسکے عدم جواز کا علم نہین ہے وہ کام اوسکو بجائے خود یا کسیکی نوکری سے کرنا ناجایز نہ ہوگا ۔

اسکی مثال تلوار بنانا ہے جو ایک گناہ بہی ہوسکتا ہے جبکہ اس تلوار کو بے محل استعمال کرنے اور اوسکے ساتہہ کسی بیگناہ کا سر کاٹنے کے لئے بنایا جاوے اور وہ باعث و موجب ثواب بہی ہوسکتا ہے جبکہ وہ ظالم انسان یا موذی حیوان کے سر کاٹنے کو بنائی جاوے ۔ یہہ کام مسلمان کو اپنے لئے بہی جایز ہے اور دوسرے کا نوکر ہوکر بہی درست ہے بشرطیکہ اوسکو اس بات کا یقین نہ ہو کہ جو شخص (مسلمان یا کافر) جیسے تلوار بنا دیگا وہ اسکو بے محل استعمال مین لادیگا ۔ گو پیچہے کر وہ بیمحل ہی استعمال مین لائی جاوے ۔

ایسی ہی اور بہت سی مثالین ہین جیسے اناج بونا یا درخت لگانا یا غلہ فروخت کرنا یہہ کام گناہ بہی ہوسکتے ہین جبکہ زمین کی پیداوار یا درخت کے پہل یا غلہ کی قیمت کو بیمحل صرف کیا جاوے اور اسی نیت سے ان چیزون کو پیدا کرنیکے لئے وہ کام کئے جاوین اور یہہ کام طاعت و موجب ثواب بہی ہوسکتے ہین جبکہ ان سے کار خیر کا ارادہ کیا جاوے لہذا یہہ کام مسلمانون کو اپنے لئے بہی کرنے جایز ہین اور انمین دوسرون (مسلمان ہون یا کافر) کی نوکری بہی درست ہے جبتک انکو یہہ علم نہ ہو کہ جو شخص ان سے یہہ کام کراتا ہے وہ ان کامون سے گناہ کرنیکا ارادہ رکہتا ہے ۔

ان مثالون سے جس صورت کو ہمنے ناجایز کہا ہے وہ بعینہ قرآن و حدیث مین وارد ہے اور سلف و خلف علماے اسلام کے اقوال و افعال اسکے جواز پر شاہد ہین ۔

قرآن مین ارشاد ہے کہ یوسف علیہ السلام نے (مصر کے) بادشاہ (ریان بن الولید) سے کہا کہ تو مجہے اس سرزمین کے خزانون (غلات و اموال

قال اجعلنی علی خزائن الارض (سورہ یوسف ع ۷)

© rasailojaraid.com

وغیرہ) پر مختار کر دی۔

عامہ مفسرین نے لکھا ہے کہ ریان بن الولید (اسوقت کا) بادشاہ مصر کافر تھا پیچھے کو یوسف ع پر ایمان لایا۔ اور عام مصریوں کا اسوقت بت پرست ہونا اور حضرت یوسف کا قیدیوں کو یہہ کہنا کہ مین اوس قوم کے ملت پر نہین ہون جو خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان نہین رکھتے اور خدا تعالی کا حضرت یوسف کی شریعت یعقوبی مین سزای چوری کو بادشاہ کے دین سے مخالف کہنا عام مفسرین کے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔

آسی سے مفسرین نے مسلمان کے لئے کافر کی ایسی نوکری کا (جسمین حق کی اقامت ہو) جواز نکالا ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہے:

لقائل ان يقول لم طلب يوسف عليه السلام الامارة والنبي صلعم قال لعبد الرحمن بن سمرة لا تسأل الامارة وايضا فكيف طلب الامارة من سلطان كافر (الى ان ذكر اسئلة اخرى ثم قال) فهذه اسئلة سبعة لابد من جوابها فنقول الاصل في جواب هذه المسائل ان التصرف في امور الخلق كان واجبا عليه فجاز ان يتوصل اليه باي طريق كان (الى ان اثبت الاجوبة بدلائل ثلثة - تفسير كبير ص‍ جلد ۵)

یہان کوئی سوال کر سکتا ہے کہ حضرت یوسف ع نے خزائن کی امارت کیون چاہی آنحضرت نے تو امارت طلب کرنیسے منع کیا ہے۔ دوم امارت بھی کافر بادشاہ سے چاہئے۔ اسی قسم کے سات سوال ہین انکا جواب یہہ ہے کہ لوگون کے کامون مین تصرف ان پر واجب تھا یعنی یہہ کام انکا اپنا فرض تھا۔ پہر اسکو جس طور پر چاہا حاصل کیا پہر اسکے وجوب اور ادا کا صحیح ہونا تین دلائل سے ثابت کیا ہے اور یہہ وہی بات ہوئی جو ہمنے کہا ہے کہ نوکری مین کفر و اسلام کا کچھہ دخل نہین ہے۔ اسمین اصل فعل کو دیکھنا چاہئے جیسا اصل فعل ہوگا ویسا ہی حکم ہوگا (یعنی جواز یا عدم جواز جیسی صورت ہو)۔

تفسیر فتح البیان (جو تفسیر فتح القدیر امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصہ ہے) مین فرمایا ہے:

طلب يوسف ع منه ذالك ليتوصل

کہ یوسف ع نے مصر کے خزائن (طعام و اموال) کی

© rasailojaraid.com

الی نشر العدل ورفع الظلم ویتوسل به الی دعاء اهل مصر الی الایمان بالله تعالی وترک عبادة الاوثان وفیه دلیل علی انه یجوز لمن وثق من نفسه اذا دخل فی امر من امور السلطان ان یرفع منار الحق ویهدم ما امکن من الباطل ان یطلب ذلک لنفسه.... ولکنه یعارض هذا الجواز ما ورد عن النبی صلی الله علیه وسلم من النهی عن طلب الولایة والمنع من تولیة من طلبها او حرص علیها وکان یوسف طلبه ابتغاءً لوجه الله لا لحب الملک والدنیا ـ وبهذا یجمع بینهما الی ان قال وقد استدل بهذه الآیة علی انه یجوز تولی الاعمال من جهة السلطان الجائر بل الکافر لمن وثق من نفسه بالقیام بالحق وقد قدمنا الکلام مستوفی علی هذا فی قوله سبحانه ولا ترکنوا الی الذین ظلموا وقال مجاهد ولم یزل یوسف یدعو الملک الی الاسلام ویتلطف به حتی اسلم الملک

سرداری اسلئے چاہی کہ وہ اسکے سبب سے عدل پہیلا دین اور ظلم اوٹھا دین اور اسکے ذریعہ سے مصریون کو ایمان کیطرف بلا دین اور ان سے بتون کی عبادت چہوڑا دین ۔ اسمین اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ جو کوئی اپنے نفس پر اعتماد رکہے کہ امور سلطنت مین دخیل ہوگا تو حق کو عزت دیگا اور باطل کو جہانتک ہوسکا مٹا دیگا تو اوسکو ان امور کا طلب کرنا جایز ہے مگر آنحضرت صلی الله علیہ وسلم سے امارت طلب کرنیکی ممانعت آئی ہے وہ اسکے مخالف ہے ولیکن اسمین اسمین یون تطبیق ہوسکتی ہے کہ یوسف علیہ السلام نے ذاتی غرض کے لئے امارت نہین چاہی"۔ پہر فرمایا "علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ ظالم بلکہ کافر بادشاہ کی نوکری جایز ہے اُس شخص کے لئے جو اپنے نفس پر قایم رہنے کا اعتماد رکہتا ہو۔ اس بات مین پوری بحث ہم آیہ ولا ترکنوا الخ کے ذیل مین کر چکے ہین۔ مجاہد تابعی نے کہا ہے کہ یوسف ع بادشاہ کو اپنے دین کیطرف بلاتے رہے یہانتک کہ وہ مسلمان ہوگیا اور بہتیرے اور بہی ـ

(فتح البیان جلد ۴ صفحہ ۴۲۸)

اور جو اسمین بذیل آیہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا کہا ہے اسکا حاصل یہی ہے

وقیل انها عامة فی الظلمة من غیر فرق | کہ اس آیت مین عام ظالمون (کافرہون خواہ مسلم

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بين كافر ومسلم وهذا هو الظاهر من الاية فانقلت قد وردت الادلة الصحيحة بوجوب طاعة الائمة والسلاطين والامراء وظاهر ذلك انهم وان بلغوا في الظلم الى اعلى مراتبه وفعلوا اعظم انواعه مما لم يخرجوا به الى الكفر البواح فان طاعتهم واجبة فان اعتبرنا مطلق الميل والسكون فمجرد هذه الطاعة المامور بها مع ما تستلزمه من المخالطة هي ميل وسكون وان اعتبرنا الميل والسكون ظاهرا وباطنا فلا يتناول النهي في هذه الاية من مال اليهم في الظاهر لا من يقتضي ذلك شرعا كالطاعة او للتقية ومخافة الضرر او لجلب مصلحة عامة او خاصة او دفع مفسدة عامة او خاصة قلت الطاعة المامور بها على عمومها بجميع اقسامها حيث لم تكن في معصية الله فهي على فرض صدق مسمى الركون عليها مخصصة لعموم النهي عنه بادلتها التي قدمنا الاشارة اليها ولا شك في هذا ولا ريب فكل من امر وه ابتداء ان يدخل في شيء من الاعمال التي امرها اليهم مما لم يكن من معصية الله كالمناصب الدينية ونحوها اذا وثق

کی اطاعت ومیلان کا حکم بیان ہوا ہے اور یہی اس آیت کے ظاہری معنے ہین لیکن اگر ہر قسم کی اطاعت ظالمون کو اس میلان ممنوع مین داخل سمجھا جاوے تو اس سے اون احادیث کا خلاف ہوتا ہے جنمین فاسق اور ظالم مسلمان بادشاہون کی اطاعت کا حکم آچکا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اسمین وہ اطاعت داخل نہ کیجاوے جس مین معصیت متصور نہ ہو پس جسکو وہ ظالم ایسے امور مین مامور کرین جو گناہ نہ ہو بلکہ اس مین ادائے واجب متصور ہو تو ان کامون مین ان کی اطاعت واجب ہے نہ صرف جائز۔

رہا اُن ظالمون سے میل جول سو اگر کسی خاص یا عام مصلحت کے لئے ہو تو بشرطیکہ اُن کے ظلم پر دل سے خوشی نہ ہو بلکہ کراہت جائز ہے۔

اسمین بھی ہمارے اس بیان کی تصدیق ہے کہ نوکر کے کام کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیسا ہے (طاعت ہے یا معصیت) اس شخص پر جسکی نوکری کیجاوے نظر وخیال ضروری نہین ہے۔

© rasailojaraid.com

دوسری دلیل — صحیح بخاری مین ایک باب مقرر کیا ہے جسکا عنوان یہ ہے

باب هل يؤاجر الرجل نفسه من مشرك في ارض الحرب۔

حدثنا عمر بن حفص ثنا ابي ثنا الاعمش عن مسلم عن مسروق قال ثنا خباب قال كنت رجلا قينا فعملت للعاص بن وائل فاجتمع لي عنده فاتيته اتقاضاه فقال لا والله لا اقضيك حتى تكفر بمحمد فقلت اما والله حتى تموت ثم تبعث فلا۔ قال واني لميت ثم مبعوث قال نعم قال فانه سيكون لي ثم مال وولد فاقضيك فانزل الله تعالى افرأيت الذي كفر بآياتنا وقال لاوتين مالا وولدا۔

(صحیح بخاری جلد ۲ ذکر القین صفحہ ۲۹۱)

کہ کیا مشرک کی نوکری یا مزدوری اونکی زمین یا ملک مین جائز ہے۔

پھر اسکے جواب اور ثبوت مین خباب رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی سے یہہ حدیث نقل کی ہے کہ اونہون نے کہا کہ مین لوہار کا کام کیا کرتا تہا۔ پس مینے عاصی بن وائل (رئیس مشرکین مکہ) کے لئے تلوار بنائی۔ جب میرا حق اوس کے پاس جمع ہوا تہا تو مین اسکے تقاضے کے لئے اوس کے پاس گیا اوس نے کہا کہ جبتک تو محمد رسول اللہ سے منکر نہ ہوجائیگا تیرا حق نہ دون گا۔ مینے جواب دیا بخدا مین اسوقت تک کہ تو مرے اور پھر اوٹھے اون سے منکر نہ ہون گا۔ وہ بولا مین مرون گا تو پھر کیا اوٹھایا جاون گا؟ خباب نے کہا ہان تو اوٹھایا جاویگا۔ وہ بولا وہان میرا مال بھی تو میرے پاس ہی ہوگا مین وہین تیرا حق ادا کر دونگا۔ تسپر خدا نے یہہ قول نازل فرمایا۔ تو نے اسکو بھی دیکھا جو ہماری آیتون سے منکر ہوا اور بولا (قیامت کے دن) مین مال و اولاد دیا جاؤنگا۔

اس حدیث کی شرح مین عسقلانی اور قسطلانی نے شروح بخاری مین کہا ہے

ووجه الدلالة ان العاصي كان مشركا وكان خباب اذ ذاك مسلما

اس حدیث سے ملازمت (یا اجرت) مشرکین اس جیسی جائز معلوم ہوتی ہے کہ عاصی مشرک تہا اور خباب اسوقت

© rasailojaraid.com

وملکت حینئذ دار حرب واطلع علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقرہ۔ (قسطلانی صفحہ ۱۵۳ وشذ فی الفتح)	مسلمان تہا اور مکہ اسوقت دار الحرب تہا اور اس فعل خباب پر آنحضرت (مین کہتا ہون خود خدا تعالی) مطلع ہوے اور اوس کو مسلم

و برقرار رکہا۔

اسی کلام کے متصل ان کتابون مین یہہ بہی کہا ہے مگر اسمین احتمال ہے کہ:
یہہ جواز ملازمت (یا اجرت) حالت ضرورت مین ہو یا یہہ مشرکین سے لڑنے کی

ولکن یحتمل ان یکون الجواز مقیدا بالضرورۃ وقبل الاذن بقتال المشرکین والامر بعدم اذلال المؤمن نفسہ۔	اجازت سے اور مومن کو ذلیل نہ ہونے کے حکم سے پہلے ہو یعنے پیچہے کہ یہ حکم جواز منسوخ ہوگیا ہو۔

ولیکن ہم ان ہی کتابون کے دس بیس ورق آگے پیچہے سے الٹا کر دیکہتے

النسخ لا یثبت بالاحتمال۔ (قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۴۵ وصفحہ ۳۳۶ وغیرہ)	ہین تو اسمین صاف لکہا ہوا پاتے ہین کہ: صرف احتمال سے نسخ ثابت نہین ہوتا

ومعہذا یہہ احتمالات بھی ضعیف وبلا وجہ ہین۔

حالت ضرورت سے مقید ہونے کا احتمال تب با وجہ ہوتا ہے جبکہ ممانعت ملازمت یا اجرت کفار کسی دلیل سے ثابت ہوتی اور جس حالت مین اس ممانعت پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی اور نہ کبہی پیش کی ہے تو جواز کو حالت ضرورت پر محمول کرنیکا احتمال کیا معنی رکہتا ہے؟

لڑائی کے حکم سے جواز کے اوٹہ جانیکا احتمال بہی بلا وجہ ہے۔ کفار سے لڑائی کرنیکا حکم ایسا عام نہین ہے کہ اس سے عام کافرون کی ملازمت یا اجرت کی ممانعت ثابت ہو جن کفار سے باتفاق مسلمانان روی زمین لڑائی کرنیکا ابتک حکم نہین (جیسی عورتین یا بڈہے لوگ یا راہب گوشہ نشین جنسے مسلمانون کو خوف ایذا نہ ہو یا کفار محارب مین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جنسے مسلمانوں کا عہد و پیمان مصالحت ہو چکا ہو خواہ وہ اپنے جائے سلطنت و حکومت مین ہون خواہ مسلمانوں کے رعایا اور امان مین ہون) اون کی نوکری کو لڑائی کے حکم کے کیا مزاحمت و ممانعت ہے کہ اس سے اسکا رفع و منسوخ ہونا متصور ہو۔

مومن کے ذلیل نہ ہونے کی بابت اگر بالفرض کوئی عام حکم کتاب و سنت مین وارد ہولے تو اس سے صرف ان نوکریوں اور اجرتوں کی ممانعت اور منسوخیت ثابت ہوگی جنمین مسلمان کے ذلت متصور ہے جیسی خدمتگاری یا کفش برداری نہ ان نوکریوں اور اجرتوں کے ممانعت و منسوخیت جو اس قسم سے نہین ہین جیسے جناب صحابی کا تلوار بنانا یا حضرت یوسف ع کا بادشاہ مصر کا نائب بنجانا۔

اور اگر کسیکو یہ ادعا ہے کہ کفار سے کسی قسم کا معاملہ (جسمین انکی عزت یا شوکت یا خاطرداری و تابعداری پائی جاوے یا ان کے سامنے مسلمان کا مغلوب یا زیر یا محتاج ہونا متحقق ہو) جایز نہین اور اسمین مسلمان کی ذلت اور کفار کی عزت متصور ہے تو اس پر کتاب و سنت کی شہادت پائی نہین جاتی۔

ہرچند بعض موقعوں پر† کفار کے سامنے دب جانے یا ان کی توقیر کرنیکی ممانعت آچکی ہے اور اونکو دبانے اور خود ان پر غالب رہنے کی ترغیب وارد ہے مگر وہ ترغیب و ممانعت ہر موقع کے لئے نہین ہے اور نہ ہر کافر کی نسبت ہے۔ بہتیرے مشرک اور کافر ایسے ہین کہ وہ اس ترغیب و ممانعت سے مخصوص و مستثنی ہین اور بہت سے موقعوں پر خدا تعالی اور اس کے رسول اور انکے پیروان مقبول کے کفار و مشرکین کے ساتھ ایسے معاملات

---

† جیسا آیات "اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین" و "حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون" اور "ولنخرجنہم منہا اذلۃ وہم صاغرون" اور احادیث "لا تبدءوا الیہود والنصاری بالسلام۔ واذا لقیتم احدہم فی طریق فاضطروہ الی اضیقہ" "انا لا نستعین بمشرک" وغیرہ مین کہ وارد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئے ہین جنمین کفار کی تذلیل نہین ہے بلکہ اُن کی خاطرداری و توقیر پائی جاتی ہے
اِنکی تفصیل کا اصلی محل تو ہمارا رسالہ **الاقتصاد فی مسایل الجہاد** ہے
اسمقام مین چند تمثیلات ان معاملات کی ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

(۱) خداتعالی نے فرمایا ہے کہ اگر کفار تجھ سے (اے پیغمبر) صلح کے لئے جھکین تو

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله

تو بھی جھک جا اور خداتعالی پر بھروسا کر ظاہر ہے کہ صلح مین ہرایک فریق دوسرے فریق کے آگے کسیقدر دب جاتا ہے اور ایکدوسرے کو ذلیل نہین کرتا خصوصاً جبکہ وہ صلح مال پر نہ ہو۔

(۲) خداتعالے نے بعض کفار (والدین واقارب وذوی الارحام) سے ایسا ہی صلہ

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة (بنی اسرائیل)

ووصينا الانسان بوالديه وان جاهداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا۔ (لقمان ۶)

وفروتنی کا حکم دیا ہے جیسا کہ مسلمان والدین واقارب سے۔ انمین اُن مین فرق صرف اتنا ہے کہ کفار سے دین مین دوستی و شرکت واعانت نہ کرین۔

(۳) خداتعالی نے اون کفار سے جو مسلمانون کے ساتھ دین پر نہین لڑے نیکی اور دوستی

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين۔ انما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين واخرجوكم من دياركم وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم (الممتحنہ ۶)

سے منع نہین کیا بلکہ اُن کفار سے نیکی اور دوستی سے منع کیا ہے جو† دین پر اون سے لڑین اور اون کو گھرون سے نکال دین اور اون سے لڑنے والون کو مدد دین۔

† اس آیت سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو آیات لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله (مجادلہ ۲۲) ومن يتولهم منكم فانه منهم (مایدہ ۹۳، توبہ ۳) وغیرہ مین کفار کی دوستی کو کفر ٹھہرایا ہے اس سے دین کی دوستی مراد ہے یعنی دین کی نظر سے انکی محبت کہنا اور انکے دین کو پسند کرنا (دیکھو تفسیر کبیر صفحہ ۲۲۵ جلد ۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴) خدا تعالیٰ نے اہل کتاب عورتوں کا نکاح مسلمانوں کے لئے مباح کردیا ہے اور

اليوم احلت لكم الطيبات وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم وطعامكم حل لهم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب (مایدہ ۲۶)

اور منکوحہ عورتوں سے جو کچھ محبت و اعزاز واکرام مردوں کیطرف سے ہوتا ہے وہ مخفی نہیں ہے -

(۵) ایک عیسائی بادشاہ (یوحنا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سفید رنگ کی خچر بطور ہدیہ بھیجی آپنے وہ قبول کی اور اسکو (بطور خلعت) چادر عطا کی اور اس علاقہ کی سرداری لکھدی -

اهدى ملك ايلة للنبی صلعم بغلة بيضاء فكساه بردا وكتب له ببحرهم -

(صحیح بخاری باب قبول ہدیۃ المشرکین صفحہ ۳۵۶)

(۶) اکیدر (عیسائی) دومۃ الجندل کے رئیس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین ایک ریشمین جبہ ارسال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا -

عن انس ان اكيدر دومة اهدى الى النبی صلعم جبة سندس (بخاری صـ)

ہدیہ کا قبول کرنا ایک نوع اعزاز اور وسایل محبت سے ہے - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے تهادوا تحابوا یعنے آپسمین ہدیہ لو اور دو - اس سے تمہاری آپکی محبتین بڑہینگی -

(۷) آنحضرت صلعم اون کفار سفیرون کو جو سلاطین (مخالفین اسلام) کیطرف سے آپکے پاس آتے تھے انعام عطا فرماتے تھے اور اس امر کی اپنے جانشینون کو تاکید کر گئے -

اجيزوا الوفد بنحو ما كنت اجيزهم (بخاری صـ ۴۲۹)
اى اكرموهم بالضيافة والتطبيب لنفوسهم والاعانة لهم سواء كانوا مسلمين او كفارا

(۸) آنحضرت صلعم نے ہرقل (عیسائی بادشاہ روم) کو خط لکھا اور اوسمین اوسکو بخطاب عظیم الروم مخاطب فرمایا یہ شرطی اور ضمنی سلام بھی اوسکو لکھا -

من محمد بن عبد الله الى هرقل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى (بخاری صـ ۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۹) آنحضرت صلعم نے کفار مکہ کی بکریان چرانے کی نوکری کی ہے - یہہ فعل آنحضرت کا اگرچہ قبل نبوت واقعہ ہوا ہے مگر اسکا بیان آنحضرت سے بعد نبوت ہوا ہے سو اگر ناجایز امر ہوتا تو اسکے بیان کے ساتھ اسکے عدم جواز کا اظہار بھی ضروری تہا -

> عن النبي صلعم ما بعث الله نبيًا الا رعى الغنم فقال اصحابه وانت فقال نعم كنت ارعاها على قراريط لاهل مكة (بخاری ص ۳۰۱)

(۱۰) آنحضرت نے ایک یہودی سے بطور قرض غلہ خریدا اور اوسکے عوض مین اپنی زرہ کو اوسکے پاس رہن رکہدیا - اس قرض لینے اور زرہ گرو رکہنے دونون مین آنحضرت کی محتاجی اور یہودیکا اعزاز موجود ہے -

> ان النبي صلعم اشترى طعامًا من يهودي الى اجل ورهنه درعًا له من حديد (بخاری ص ۳۲)

(۱۱) آپنے ایک شخص سے جو بقول بعض علماء یہودی تہا یا منافق ایک اونٹ بطور قرض لیا - اُس نے مطالبہ کے وقت سخت کہا تو لوگون نے اُسکو پکڑنا چاہا آنحضرت نے ازراہ فروتنی فرمایا کہ اسکو کچہہ نہ کہو حقدار کو گفتگو کا محل ہے -

> ان رجلا تقاضى رسول الله صلعم فاغلظ له فهم اصحابه فقال صلعم دعوه فان لصاحب الحق مقالا (بخاری ص ۳۲۱)

(۱۲) آنحضرت صلعم نے اراضی خیبر پر یہود خیبر کو اپنا عامل (کاشتکار) بنایا اس شرط پر کہ جو کچہہ اس زمین سے پیدا ہو اسمین سے نصف وہ رکہین نصف آنحضرت کو دین آنحضرت نے خیبر بیت فتح پاکر یہود کو نکالدینا چاہا پہر اونکی درخواست پر اس ذلت سے اونکو بچایا اور اپنا مزارع بناکر ممتاز فرمایا -

> ان رسول الله صلعم اعطى خيبر اليهود على ان يعملوها ويزرعوها ولهم شطر ما خرج - (بخاری)

(۱۳) آنحضرت کے داماد ابو العاص (شوہر زینبؓ) نے مشرکین کے کہنے پر حضرت زینبؓ کو طلاق نہ دی تو آپنے اس کا شکریہ ادا کیا -

> ثم ذكر رسول الله صلعم صهرا له من بني عبد شمس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاثنی علیہ قال حدثنی فصدقنی ووعدنی فوفی لی (بخاری صفحہ ۵۲۸) وکان ابو العاص مصاہر رسول اللہ وسالہ المشرکون ان یطلق زینب فابی فشکر لہ علیہ السلام ذلک ولما اطلقہ من الاسر شرط علیہ ان یرسل زینب الی المدینۃ من مکۃ فارسلھا فلذا قال الخ (قسطلانی صفحہ ۲۷۲ ج ۳)

اور جب اوس کو بدر کے قیدیون مین چھوڑ دیا تو اوس سے یہہ عہد لیا کہ زینب کو آپ کے پاس بھیجوا دے - اِس نے اس عہد کا ایفا کیا تو آپ نے اسکو اسپر سراہا - یہہ واقعہ اُس موقعہ پر ہوا کہ حضرت علی مرتضی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح کرنا چاہا تہا -

(۱۴) حضرت صدیق اکبر کفار مکہ کی تکلیف دہی سے حبشہ کیطرف چل نکلے تو راستہ مین

خرج ابو بکر رض مہاجرا قبل الحبشۃ حتی اذا بلغ برک الغماد لقیہ ابن الدغنۃ وھو سید القارۃ فقال این ترید یا ابا بکر فقال اخرجنی قومی قال ابن الدغنۃ وانا جار لک فارجع الخ (بخاری صفحہ ۵۵۲)

اونکو ابن الدغنہ (رئیس مشرکین بنی قارہ) ملا اوس نے آپکا حال سنکر کہا کہ آپ میری پناہ مین رہین اور مکہ مین واپس ہون آپ اس کے پناہ میں آگر رہے یہانتک کے اوس نے مشرکین کے کہنے سے اپنی پناہ اُٹھالی -

(۱۵) حضرت عمرؓ فاروق نے اپنے بہائی **مشرک** کو جو مکہ مین تہا ایک ریشمین جوڑہ

فارسل بھا عمر الی اخ لہ بمکۃ (مشرک) قبل ان یسلم - (بخاری صفحہ ۳۵)

ہدیہ دیا اور ہدیہ وہ نوع اعزاز و اکرام ہے جس سے حصول محبت متصور ہے - چنانچہ نمبر ۶ کے ذیل مین اسکا ثبوت دیا گیا ہے -

(۱۶) کفار مکہ نے مسلمانون کو دین کے سبب تکلیف دی تو آنحضرت نے مسلمانون کے

باب ھجرۃ المسلمین من مکۃ الی ارض الحبشۃ باشارتہ صلعم لما اقبل کفار قریش علی من امن بعذبونھم ویؤذونھم لیردوھم عن دینھم فکانت الھجرۃ مرتین الاولی فی رجب سنۃ خمسۃ من المبعث وذکر ابن اسحق ان السبب فی ذلک ان النبی صلعم قال لاصحابہ لما رای المشرکین یؤذونھم ولا یستطیع ان یکفھم ان بالحبشۃ ملکا لا یظلم عندہ احد فلو خرجتم الیہ حتی یجعل اللہ لکم فرجا (بخاری صفحہ ۵۴۲ ج الخ)

پاس حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی تعریف کی اور اسکے پاس جا رہنے کی رغبت دلائی تب مسلمانون نے حبشہ کیطرف ہجرت کی اور اس عیسائی بادشاہ کی پناہ لی -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۷) حضرت ابن عمر رضہ کے گہر مین بکری ذبح ہوئی توآپنے اہلبیت کو فرمایا کہ تمنے ہمارے

ان عبد الله بن عمرؓ ذبحت له شاة في اهله فلما
جاء قال اهديتم لجارنا اليهودي سمعت رسول الله
صلعم يقول ما زال جبريل يوصيني بالجار
حتى ظننت انه سيورثه (ترمذی صفحہ ۲ وادب مفرد بخاری)

ہمسایہ یہودی کے لئے بہی گوشت بہیجا ہے
پہر فرمایا آنحضرت نے فرمایا کہ مجہے جبرئیل ہمسایہ
کے حقمین وصیت کرتے رہے جس سے
مجکو گمان پڑا کہ وہ اسی وارث بناوینگے۔

(۱۸) حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف نے (جو عشرہ مبشرہ سے ہین) امیہ بن خلف (رئیس

عن عبد الرحمن بن عوف قال كاتبت امية بن خلف
كتابا بان يحفظني في صاغيتي بمكة واحفظه في
صاغيته بالمدينة فلما ذكرت الرحمن قال لا اعرف
الرحمن كاتبني باسمك الذي كان في الجاهلية فكاتبته
عبد بن عمرو فلما كان يوم بدر خرجت الى
جبل لاحرزه حين نام الناس فابصره بلال
فخرج حتى وقف على مجلس الانصار فقال امية
بن خلف لا نجوت ان نجا امية فخرج معه فريق
من الانصار في آثارنا فلما خشيت ان يلحقونا
خلفت لهم ابنه لاشغلهم فقتلوه ثم
ابوا حتى يتبعونا وكان رجلا ثقيلا فلما ادركونا
قلت له ابرك فبرك فالقيت عليه نفسي لامنعه
فتخللوه بالسيوف من تحتي حتى قتلوه -
واصاب احدهم رجلي بسيفه (بخاری صفحہ ۳۰۸ باب اذا وكل المسلم حربيا)

مشرکین مکہ) سے معاہدہ کیا اور لکہدیا کہ تم
میرے عیال و اطفال کو جو مکہ مین ہین سنبہالنا
مین تمہاری مال کے جو مدینہ مین ہے حفاظت
کرونگا جب مینے اپنا نام عبد الرحمن لکہا
تو اُسنے کہا مین نہین جانتا رحمن کیا چیز ہے
اپنا وہی نام لکہو جو کفر کی حالت مین تہا پس
مینے عبد بن عمرو لکہدیا جب وہ بدر کی لڑائی مین
(آنحضرت سے لڑنیکو) آیا تو مین (اپنے اس معاہدہ
کی رعایت سے) اُسکی حفاظت کو نکلا جب لوگ
سو گئے بلال نے اُسکو دیکہہ لیا تو کہا یہ (کافر)
بچ گیا تو مین نہین بچونگا۔ تب انصار کی ایک
جماعت ہمارے پیچہے نکلی۔ مینے اون کے
شغل کے لئے امیہ کے بیٹے کو چہوڑا انہوں نے
اُسکو مار کر بہی ہمارا پیچہا نہ چہوڑا جب وہ ہمکو
آملے تو مینے امیہ سے کہا کہ تو بیٹہہ جا پہر مین اوسکے اوپر اسکے بچانے کو پڑ گیا۔ اونہون نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تلے سے اوسکو تلوارون سے کاٹ دیا حتی کہ میرے پاؤن کو بھی تلوار کا زخم پہنچا۔
دیکھو حضرت عبدالرحمن بن عوف فقط اپنے عہد و دوستی کے لحاظ سے اور اپنی اولاد کی
حفاظت کے شکریہ و معاوضہ مین کسقدر اس کافر کی جان بچانے مین کوشش کی۔
تو بھی فتح الباری مین جسکے قول پر یہہ بحث ہو رہی ہے اس حدیث نبوی کے شرح مین
کہا ہے کہ لفظ ہمسایہ سبکو (مسلم ہو خواہ کافر عابد ہو یا فاسق) شامل ہے جیسیا ابن عمر رض نے
سمجھا اور یہودی ہمسایہ کو اسمین داخل کیا ہے۔
ان سبھی موقعون پر (ناظرین غور کر کے دیکھین) کفار کی تحقیر و تذلیل کلی پائی جاتی ہے
یا کسی موقعہ پر کسی کافر (بیوی۔ باپ۔ بھائی۔ عہدی۔ مُعہدی۔ مہدیٰ الیہ۔ سفیر۔ بادشاہ
مستاجر۔ اجیر۔ مقرض۔ ہمسایہ۔ وکیل۔ وغیرہم) کی توقیر و تعظیم بھی پائی جاتی ہے ؟ ناظرین
کو کسی موقعہ پر تو ضرور ماننا پڑیگا کہ یہان کافر کی تعظیم پائی جاتی ہے۔ اس سے وہ عام ادعا
کہ کفار سے کسی قسم کا معاملہ (جسمین انکی عزت اور مسلمان کی فروتنی یا حاجت پائی جاوے)
جایز نہین ہے" باطل ہوا۔ یہہ ادعا ہمنے پہلے زمانہ کے علما اسلام سے کسی کتاب مین
نہین پایا۔ آجکل کے بعض اہل اسلام (جو اسلام کے نادان دوست ہین) کی زبان سے نہیں
تو انکے چہرون سے صورت سے وضع سے طریق سے ٹپک رہا ہے۔ جہان اونہون نے
کسی مسلمان کو انگریزے سے ملتے ہوئے یا اونکا کوئی کام کرتے ہوئے (عزت کے ساتھہ کیون
نہ ہو) دیکھا اُس پر کفر یا فسق کا دل سے فتوی لگایا اور انکی طرف کراہت و حقارت سے
دیکھا حالانکہ وہ خود انگریزون کے زیر سایہ رہتے ہین انکے امن و حمایت مین ازادی سے
اوقات بسر کرتے ہین اونکی بدولت ہزارون اسباب و سامان امن و اسایش پاتے ہین طرفہ
یہہ کہ انگریزون کے کئی ملازمون اور مقربون کا دیا کھاتے ہین آن کے ہدیون نذرانون
سے پیٹ پلتے ہین۔ پھر انصاف سے نہین سوچتے کہ ہم آن لوگون کے اختلاط و تعلقات
پر کیون چین بجبین ہوتے ہین۔ آن احسانات کا یہہ شکر ہے جو ہم کرتے ہین احسان تو کافر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا بہی فراموش کرنا نہین آیا اور ہادی اسلام نے یہہ طریقہ نہین بتایا بلکہ صاف فرمادیا ہے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ (ابوداؤد صفحہ ۲ ج ۲)

کہ جو کوئی لوگون کا (مومن ہون یا کافر) شکر گزار نہ ہوگا وہ خدا کا کیا شکر کریگا

بلکہ ہادی اسلام نے خود اون کافرون کا جن سے مسلمانون کو کچہہ نفع پہنچا شکر ادا کیا اور اُن کی خوبیونکا اظہار فرمایا۔ سورہ مایدہ مین ہے

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون (مائدہ)

کہ تو سب لوگون سے زیادہ دشمن مومنون کا یہود کو پاویگا اور سب سے زیادہ دوستی مین اُن سے قریب ان لوگون کو پائیگا جو اپنے تئین نصاریٰ کہتے ہین۔ یہہ اسلئے کہ اُن مین عالم اور درویش ہین اور وہ تکبر نہین کرتے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اساری بدر لو کان مطعم بن عدی حیا ثم کلمنی فی ھؤلاء النتنی لترکتھم لہ (بخاری صفحہ ۵۷۳) ای لاطلقتھم لہ واحترامًا وقبولا لشفاعتہ لما کانت لہ عندہ صلی اللہ علیہ وسلم من الید حین رجع من الطائف فی جوارہ (قسطلانی صفحہ ۳۰۷ ج ۶)

انحضرت پر مطعم بن عدی کا جو کفر مین مرا یہہ احسان تہا کہ آنحضرت کے طایف سے واپس تشریف لانے پر آپکو اس نے مشرکین کی تکلیف سے بچایا جس کے شکر و احترام مین بدر کے دن آپنے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور پہر ان قیدیونکی رہائی کے سفارش کرتا تو مین انکو چہوڑ دیتا۔

قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین قال فعلتھا اذا وانا من الضالین (الشعراء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گہر مین پرورش پائی پہر اُن کے ہاتہہ سے نادانستہ انہین سے ایک آدمی کی جان گئی تو فرعون نے حضرت موسیٰ کو اپنا احسان پرورش یاد دلایا اور اس خون کے ارتکاب پر ناشکریکا الزام دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت موسیٰ نے اس الزام کو مان کر یہہ کہا کہ مینے یہہ کام بہولے سے کیا اور اسکے احسان

وتلك نعمة تمنها عليّ ان عبدت بني اسرائيل - (شعرا ۲۲)

تربیت کے ماننے سے انکار نہ کیا - بلکہ اس احسان کے مقابلہ مین ایک اور الزام بنی اسرائیل کو قیدی بنانیکا دیا جسمین اس احسان کا معارضہ ہے -

امام رازی نے اس آیۃ کے تفسیر مین کہا ہے ؏ اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر کے

واعلم ان في الاٰية دلالة على ان كفر الكافر لايبطل نعمته على من يحسن اليه ولايبطل منته لان موسى عليه السلام انما ابطل ذلك بوجه اخر على ما بينا - واختلف العلماء فقال بعضهم اذا كان كافر لايستحق الشكر على نعمته على الناس - انما يستحق الاهانة بكفره * * وقال اٰخرون لايبطل الشكر بالكفر وانما يبطل بالكفر الثواب والمدح الذى يستحقه على الايمان - والاٰية تدل على هذا القول الثاني (تفسير كبير ج)

سبب کافر کا احسان نعمت باطل نہین ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اسکو اور وجہ سے باطل کیا چنانچہ ہم نے بیان کیا - علماء کا اسمین اختلاف ہے بعض تو کہتے ہین کہ کافر منعم انعام کرنے سے شکر کا مستحق نہین ہوتا بلکہ وہ کفر کے سبب سے اہانت کا مستحق ہے دوسرے یہہ کہتے ہین کفر کے سبب اسکا شکر احسان باطل نہین ہوتا گو وہ کفر کے سبب ثواب اور اس تعریف کا جو مومنون کے لئے سزاوار ہے مستحق نہین رہتا - یہہ آیہ اس دوسرے گروہ کے قول کے لئے سند ہے -

اسلام کے پیروی اور دوستی کے مدعیون کو چاہئے کہ اس سنت ہادی و بانی اسلام پر عمل کرین جس کافر سے کسی نوع کا نفع پاوین اسکا کفران نعمت نہ کرین دل سے زبان سے ہاتھ سے پاؤن سے جس طرح ہو سکے اوسکا شکریہ ادا کرین اور نہین تو جو لوگ ان کے احسان کا شکر ادا کرتے ہین اونکو دنیا وی نیک کامون مین مدد دیتے ہین انہی کی تحسین رائے کرین یہہ بھی نہ ہو سکے تو بحکم ؎ مرا زخیر تو امید نیست بد مرسان ، دل سے زبان سے ان کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تکلیف نہ پہنچاوین -

حافظ ابن حجر عسقلانی نے عبارت منقولہ بالا کے بعد مہلب سے نقل کیا ہے کہ علماء نے کفار کی ملازمت یا اُجرت کو مکروہ کہا ہے مگر بحالت ضرورت دو شرطون سے جایز رکھا ہے ایک یہہ کہ وہ کام جسمین کفار کی نوکری کیجاوے مباح ہو دوسری یہہ کہ وہ کام انجام کو مسلمانون کے حقمین مضر نہ پڑے۔

> وقال المهلب كره اهل العلم ذلك الا لضرورة بشرطين احدهما ان يكون عمل ما يحل للمسلم فعله والآخر ان لا يعينه على ما يعود ضرره على المسلمين - فتح الباری

اسمین بہی ہمارے اس بیان کی تائید ہوئی کہ اس باب مین اصل کام کو دیکہنا چاہئے کہ وہ جایز ہے یا ناجایز۔

اور جو اسمین جواز کو شرط ضرورت سے مقید کیا ہے اسکا جواب پہلے ادا ہوچکا ہے کہ شرط ضرورت کے احتمال یا امکان کی اُسوقت گنجایش ہے جبکہ عدم جواز ملازمت پر کوئی دلیل قایم ہو اور جو اسمین یہہ شرط لگائی ہے کہ وہ کام انجام کو مسلمان کے حقمین مضر نہ پڑے اسمین یہہ تاویل کرنا ضروری ہے کہ مسلمان کو اس بات کا علم ویقین بہی پہلے ہی سے کام کرنیکے وقت حاصل ہو چنانچہ شرح جواب مین یہہ بات جتلائی گئی ہے اور اگر مسلمان کو کام کرنیکے وقت اسکا علم نہ ہو گو وہ کام اخیر کو مسلمان کے لئے مضر ہی پڑے تو بشہادت حدیث خباب مسلمان کو اسکا کرنا گناہ نہیں ہے - جو تلوار خباب نے عاصی کے لئے بنائی تہی بعید نہین کہ وہ ابوجہل کے ہاتہہ آئی ہو اور بدر کے دن آنحضرت کے مقابلہ مین کام آئی ہو مگر چونکہ خباب کو تلوار بنانے کیوقت اس بات کا علم نہ تہا اس لئے اس تلوار بنانے پر خدا تعالی اور اُس کے رسول نے اُسے کچہہ نہ فرمایا -

اِس مسئلہ کا موید وہ مسئلہ ہے جو حدیث وفقہ سے ثابت ہے کہ شیرہ انگور وکہجور وغیرہ کی بیع اُس شخص سے منع ہے جو اس شیرہ سے شراب بناوے - عام کفار سے اسکی بیع منع نہین ہے حالانکہ ہر ایک کافر پر جو شراب پینا جایز سمجہتا ہو یہہ احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے شراب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنادے یا کسی سے بنوائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت کے لئے مجرد احتمال کافی نہیں ہے اسکا علم و یقین حاصل ہونا ضروری ہے۔

اس قول مہلب کے متصل صاحب فتح الباری اور قسطلانی نے ابن المنیر سے نقل کیا ہے کہ

قال ابن المنير والذي استقرت عليه المذاهب ان الصناع في حوانيتهم كالعين والخياط يعملون لاهل الذمة ولا يعد ذلك من الذلة بخلاف ان يخدمه في منزله وبطريق التبعية له
(قسطلانی و فتح الباری)

آخر مذاہب کا قرار اس پر ہوا ہے کہ مسلمان اہل حرفہ (لوہار درزی وغیرہ) اپنی دوکانوں میں ذمی (کافروں کے لئے) کام کردیں تو جائز ہے کیونکہ اسمیں انکی ذلت نہیں ہے۔ اور اگر ان کے گھروں میں جاکر اور انکی تابعداری میں رہکر انکی خدمت کریں تو جایز نہیں۔

یہ قول بادی الرائے میں تو پسندیدہ و مفید معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ کافر کی خدمتگاری میں مسلمان کی ظاہرا ذلت پائی جاتی ہے ولیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذلت اسکی ذاتی نالایقی سے پیدا ہو رہی ہے نہ کافر کی خدمتگاری و ملازمت سے۔ اگر وہ مسلمان خدمتگار ملازمت چھوڑ کر گھر میں بھوکے پیٹ بیٹھ رہیگا اور جو دو چار روپیہ تنخواہ پاتا تھا اُن سے بھی خالی ہاتھ ہو بیٹھیگا تو کیا وہ معزز ہو جاویگا۔

ہم ایک مسلمان سئیس یا خانساماں یا خدمتگار کی ذاتی لیاقت کے لحاظ سے اسکی حالت بیکاری اور ملازمت کافر کا باہم مقابلہ و موازنہ کرتے ہیں تو انصاف ہمکو یہی فتوی دیتا ہے کہ وہ حالت ملازمت میں حالت بیکاری کی نسبت معزز ہے۔ یہی وہ ذلت جو بلحاظ اس کے اسلام اور اس کے آقا کے کفر کے خیال میں آتی ہے سو ہم بیان کرچکے ہیں کہ وہ ملازمت سے پیدا نہیں ہوئی وہ ذاتی نالایقی کا نتیجہ ہے۔ جو گھر میں بیٹھکر بھی اسکے لئے لازم ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ معزز اور لایق مسلمان (عالم فاضل یا مقتدا شیخ) کو کافر کی ادنی خدمتیں جیسے نوکری یا چاکری

© rasailojaraid.com